© rasailojaraid.com

فسعیاً ثم سعیاً ثم سعیاً　　　　وما عندی سوا ذاک المقال

"التفسیر" کے مدیر اعلیٰ اور سارا عملہ صحیح رخ پر ایک صحیح قدم اُٹھانے پر یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہماری دعا ہے کہ یہ سلسلہ زیادہ ذوق وشوق سے آگے بڑھے اور ہماری جامعات اپنے زیرِ تربیت نوجوانوں کی ایسی تربیت کر سکیں جو ملک کی نظریاتی بنا واستحکام وتصدیر کا باعث بن سکے۔ آمین۔

(انجینئر مختار فاروقی)

تبصرہ کتب

تفردات نمبر

کبیر احمد جائسی اور تفردات نمبر

ڈاکٹر نوید اقبال انصاری

روزنامہ ایکسپریس، کراچی (۲۱، دسمبر ۲۰۱۳ء)

ایک عام تاثر یہ ہے کہ اب کتاب کلچر دم توڑتا جارہا ہے۔ کتب بینی کی عادت ناپید ہوتی جارہی ہے۔ ایک موضوع سے متعلق کچھ ہی عرصہ قبل راقم نے ایک کالم بھی تحریر کیا تھا تاہم گزشتہ ہفتے ایک میں ہی کیا کراچی شہر کا جم غفیر امنڈ آیا۔ اس ذائش کے آخری روز راقم کا اس طرف جانا ہوا تو دیکھ کر شدید حیرت ہوئی کہ ذائش میں پورا ایکسپو سینٹر شہریوں سے بھرا ہوا تھا اور رش اس قدر تھا کہ اسٹالز کا دورہ کرنا، چلنا پھرنا بھی مشکل تھا۔

بہرکیف شہریوں نے یہاں کتب کی خوب خریداری کی اور اس تاثر کو بھی زائل کرنے کی کوشش کی کہ "لوگ کتابیں پڑھنا تو چاہتے ہیں مگر مہنگی کی۔ کتب خریدنے میں کنجوسی کرتے ہیں۔" کتب بینی کی اس عادت کو فروغ دینے میں نہ صرف شہریوں کی دلچسپی کا دخل ہوتا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ کتاب لکھنے والوں اور فروخت کرنے والوں کا بھی ہوتا ہے۔ مطالعے کے فروغ میں یہ تینوں عناصر کام کرتے ہیں۔ تعلیمی ادارے مطالعے کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس سلسلے میں جامعہ کراچی بھی اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ مختلف شعبہ جات کی جانب سے وقتاً فوقتاً کتابیں، رسائل وجرائد بھی اور تحقیقی جرائد بھی منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ کچھ ہی عرصہ قبل مجلس برائے اسلامی تاریخ وثقافت کی جانب سے "الایام" کا تازہ شمارہ موصول ہوا، یہ پیادہ کبیر احمد جائسی کے حوالے سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کی مدیرہ جامعہ کراچی کی معروف شخصیت ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر ہیں جب کہ مجلس ادارت میں جامعہ کراچی کے شعبہ تاریخ اسلام سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق اور ڈاکٹر زیبا افتخار ہیں۔ راقم نے اس سے قبل کبیر احمد جائسی کا نام تو سنا تھا مگر یہ شمارہ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ وہ کس قدر قابل، اعلیٰ درجے کے اسکالر اور بہت اچھے شاعر تھے۔

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر ان کے بارے میں لکھتی ہیں کہ "کبیر احمد جائسی کی شناخت کے کئی پہلو تھے" ان کا شاعرانہ، صحافیانہ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدیرانہ کردار بھی تھا، اقبال شناس بھی تھے، کشمیر کے اقبال انسٹیٹیوٹ سے تین سال وابستہ رہے، اقبال کے حوالے سے ان کی کئی گراں قدر تحریریں بھی ہیں لیکن ان کی شخصیت کا غالب پہلو ان کی ایران شناسی تھی، انہوں نے فارسی زبان وادب کے حوالے سے اہم کام کیے اور ایرانی دانشوروں کو پاک وہند میں متعارف کرایا''

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کی یہ قابل تعریف کاوش ہے کہ جس کے باعث مجھ جیسے کم علموں کو بھی ایسی اہم شخصیات کے بارے میں تفصیلی آگاہی حاصل ہوئی۔

راقم کے سامنے ایک اور علمی، فکری اور تحقیقی مجلہ ششماہی التفسیر کراچی بھی ہے، جو ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ہے، اس کے مدیر اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج ہیں۔ علمی حلقوں میں ڈاکٹر محمد شکیل اوج کا نام تعارف کا محتاج نہیں، ان کی مختلف کاوشیں اس قدر تسلسل اور تیزی کے ساتھ آتی ہیں کہ راقم نے کالم کی یکسانیت سے بچنے کے لیے مذکورہ شمارہ وصول ہونے کے بعد کچھ تبصرہ کرنے سے گریز کیا۔ بہر حال یہ شمارہ چونکہ ''تفردات نمبر'' ہے لہٰذا اس پر کچھ نہ لکھنا اور بھی زیادتی ہوگی لہٰذا اس اہم شمارے کو بھی قارئین کی معلومات اور دلچسپی کے حوالے سے آج کے موضوع میں شامل کیا ہے۔

التفسیر کا یہ شمارہ ''تفردات نمبر'' ہے لہٰذا اس میں موضوع کے اعتبار سے مختلف صاحب علم کی 19 تحریریں شامل ہیں جن میں مفتی قطب الدین عابد، حافظ انجینئر نوید احمد، حافظ سید محمود عالم اور حافظ شفیق احمد وغیرہ شامل ہیں۔ حافظ انجینئر نوید احمد نے ڈاکٹر اسرار احمد کی امتیازی آراء کو موضوع بنایا ہے جب کہ خود ڈاکٹر شکیل اوج نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تفردات، امتیازات ومختارات کو موضوع بنایا ہے۔ عبدالصمد نے تفردات امام اعظم ابوحنیفہ اور انوار احمد شیخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے علمی تفردات پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ اور دیگر اہم علمی شخصیات سے متعلق تفردات کو اس شمارے میں شامل کیا گیا ہے جس سے اس شمارے کی حیثیت اور اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

یہاں نوجوان طالب علموں کے لیے یہ بات لکھنا غلط نہ ہوگا کہ تفردات سے مراد دراصل وہ باتیں یہ خیالات ہوتے ہیں جو کسی علمی شخصیت کی جانب سے روایت سے ہٹ کر آئے یا کوئی ایسی بات جو کسی علمی شخصیت کی انفرادی بات ہو، یعنی ایسی بات جو کسی کا خاصہ ہو مثلاً پردے سے متعلق ابن عربی کی بات۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی جانب سے کہی گئی بات درست ہو۔ اس کا درست یا غلط ہونا ایک الگ بات ہے۔ سید احمد خان اپنے دور کے متفرد تھے، ان کے نظریات سے لوگوں نے اختلافات بھی کیا اور حمایت بھی کی گئی۔

بقول ڈاکٹر شکیل اوج روایتی ماحول میں اس طرح تفردات کی اشاعت تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔ ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ دنیائے اسلام میں تفردات نمبر کے تحت نکلنے والا یہ پہلا شمارہ ہے۔ اس تفردات نمبر سے قبل عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبان میں بھی کوئی ایک بھی تفردات نمبر منظر عام پر نہیں آیا البتہ شخصیات نمبر ضرور نکلتے رہے ہیں۔

اگر ڈاکٹر شکیل اوج کے دعوے کو سامنے رکھا جائے تو واقعی اس شمارے سے جو تفردات نمبر ہے پڑھنے والوں کی بڑی خدمت ہوئی ہے کیونکہ انہیں پہلی مرتبہ مختلف علمی شخصیات کے تفردات ایک جگہ نہ صرف پڑھنے کو ملے بلکہ نئے پڑھنے والوں خصوصاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طالب علموں کو بھی اندازہ ہو گیا کہ ان اسلاف میں کیسی کیسی غور و فکر کرنے والی شخصیات گزری ہیں۔ مذکورہ شمارے میں جن شخصیات پر تفردات شائع ہوئے ہیں ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام طحاویؒ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شاہ ولی اللہ، مولانا احمد رضا خان بریلویؒ، مولانا عبیداللہ سندھی، شاعر مشرق علامہ اقبال، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، علامہ تمنا عمادیؒ، مولانا جعفر شاہ پھلواریؒ، رحمت اللہ طارقؒ، مولانا محمد طاسینؒ، علامہ عطا محمد بندیالویؒ، ڈاکٹر اسرار احمد، علامہ غلام رسول سعیدی، جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر شکیل اوج اور مفتی منیب الرحمٰن شامل ہیں۔

بلاشبہ ان تمام میں تاریخ کی اور موجودہ عہد کی علمی شخصیات بھی شامل ہیں۔ یہ تمام کی تمام ایسی شخصیات ہیں کہ جن کے بارے میں نئی نسل خصوصاً طالب علموں کو معلومات تو ضرور ہونی چاہئیں مگر ان کے تفردات سے بھی آگہی حاصل ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ اس سے ہی مطالعے کا اصل مقصد حاصل ہوتا ہے جس میں اختلاف کے باوجود کسی کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور کسی کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کے بعد ہی کوئی ذی شعور اپنی رائے درست قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور دوسری طرف بے بنیاد اور بلاوجہ کی مخالفت برائے مخالفت کی ہمیشہ سے بھی نجات مل سکتی ہے۔

راقم کے نزدیک جو لوگ مذکورہ علمی شخصیات کے بارے میں ابہام کا شکار ہوں انہیں چاہیے کہ وہ ضرور اس شمارے کا مطالعہ کریں تاکہ انہیں از خود اندازہ ہو کہ ان کی رائے کس حد تک انصاف پر مبنی ہے۔ علم کا مطالعہ ہی معاشروں کو زندہ رکھتا ہے۔

(ڈاکٹر نوید اقبال انصاری)

© rasailojaraid.com